علمِ قراءت کے بارے میں بنیادی اہم معلومات

قاری محمد شاہد مقبول
مدرس: جامعہ دارالقرآن، فیصل آباد

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

تعریف:......علم قراآت اس علم کو کہتے ہیں جس سے قرآنی کلمات کے تلفظ ونطق کی کیفیت اوران کی اداء میں قرآن مجید کے ناقلین کا وہ اتفاق واختلاف معلوم ہو جو آنحضرت ﷺ سے سن لینے کی بناء پر ہے، اپنی رائے کی بناء پر نہیں۔
(کشف النظر ج ۱ ص ۴۳ وعنایات رحمانی ج ۱ ص ۱۳)

موضوع:......علم قراآت کا موضوع قرآن مجید کے کلمات ہیں کیونکہ اس علم میں ان کلمات ہی کے تلفظ کے حالات سے بحث کی جاتی ہے۔(عنایات رحمانی ج ۱ ص ۱۳)

ثمرہ:......علم قراآت کا ثمرہ اور فائدہ یہ ہے کہ اس سے قرآن مجید کے کلمات کے تلفظ میں غلطی سے حفاظت رہتی ہے اور قرآن مجید تحریف اور تبدیلی سے محفوظ رہتا ہے اور ائمہ کی سب قراءتیں بھی معلوم ہو جاتی ہیں اور جائز ومقروء وجہ غیر جائز و غیر مقروء وجہ سے پوری طرح ممتاز ہو جاتی ہے۔(کشف النظر ص ۴۳) اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔

فضیلت:......اس علم کی فضیلت یہ ہے کہ یہ سب علوم سے افضل ہے کیونکہ اس کا تعلق کلام الٰہی کے ساتھ ہے جو اشرف الکلام ہے۔(عنایات رحمانی ج ۱ ص ۱۳)

حکم:......اس علم کا حکم یہ ہے کہ اس کا سیکھنا اور سکھانا واجب علی الکفایہ ہے لہذا اگر ایک بھی اس کو نہیں سیکھے گا تو سب گنہگار ہوں گے۔ (عنایات رحمانی ج ۱ ص ۱۳)

ماخذ:......علم قراآت کا ماخذ حدیث رسول ﷺ ہیں۔قراآت معتبرہ سب کی سب ایسی صحیح متواتر اسانید کے ساتھ مروی ہیں جو رسول اللہ ﷺ تک متصل ہیں۔قرآن پاک کل کا کل اپنی مختلف قراآت کے ساتھ منزل من اللہ ہے جس میں نہ قیاس کا دخل ہے نہ اجتہاد کا۔قراآت منزل من اللہ ہیں جن کا سرچشمہ وحی ربانی ہے۔(دفاع قراآت ص ۱۵۸)

اس لئے کہا گیا ہے: وانما القراء ۃ سنۃ متبعۃ تقوم علی سند متواتر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یعنی قراءۃ وہ اتباع کی جانے والی سنت ہے جو ایسی سند پر قائم ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے متواتر ہو۔

شرائط:...... کسی بھی قراءۃ کے معتبر ہونے کیلئے تین شرطیں ہیں جو ارکان کا درجہ رکھتی ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱)......اس کی سند نبی کریم ﷺ تک صحیح ہو۔ (۲)......مصاحف عثمانیہ میں سے کسی کے خط کے موافق ہو۔

(۳)......عربی قواعد کے بھی موافق ہو۔ (النشر ج۱ص۹)

جس قراءۃ میں یہ تین شرطیں پائی جائیں وہ صحیح قراءۃ ہے جس کا رد کرنا جائز نہیں اور اس کا انکار کرنا حلال نہیں بلکہ یہ ان سات حرفوں میں سے ہے جس کے مطابق قرآن مجید نازل ہوا ہے اور لوگوں پر ایسی قراءۃ کا قبول کرنا واجب ہے، چاہے یہ قراءۃ ائمہ سبعہ کی ہو یا عشرہ کی یا کسی اور کی۔ (النشر ج۱ص۹) اور جس قراءۃ میں ان مذکورہ تین شرطوں میں سے کوئی ایک یا دو یا تینوں مفقود ہوں تو ایسی قراءۃ کو ضعیف یا شاذ یا باطل کہا جاتا ہے۔ (النشر ج۱ ص۹)

اور قراآت عشرہ معتبرہ سب کی سب تواتر سے ثابت ہیں کیونکہ یہ سب قرآن ہیں اور قرآن کیلئے تواتر شرط ہے۔ ان قراآت میں جس طرح حضور ﷺ تک الفاظ کا تواتر ثابت ہے اسی طرح طرز اداء اور تلفظ کی ہیئت کا تواتر بھی ثابت ہے کیونکہ الفاظ کا تلفظ طرز اداء کے بغیر ممکن نہیں اور الفاظ کی صحت و درستی طرز تلفظ کے وجود ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ (دفاع قراآت ص۲۰۹)

اسی تواتر والی شرط کا ذکر کرتے ہوئے علامہ جزریؒ فرماتے ہیں:

القراآت السبع التی اقتصر علیھا الشاطبی والثلاث التی ھی قراء ۃ ابی جعفر و قراء ۃ یعقوب و قراء ۃ خلف متواترۃ معلومۃ من الدین بالضرورۃ (النشر ج۱ص۴۶)

علامہ شامیؒ اپنے مشہور فتاویٰ شامیہ میں اسی تواتر کا یوں ذکر فرماتے ہیں:

القرآن الذی تجوز بہ الصلوۃ بالاتفاق ھو المضبوط فی مصاحف الائمۃ التی بعث بھا عثمان رضی اللہ عنہ الی الامصار وھو الذی اجمع علیہ الائمۃ العشرۃ و ھذا ھو المتواتر جملۃً و تفصیلاً۔ (فتاویٰ شامیہ ج۱ص۳۵۸)

اور پھر ان قراآت کا تواتر صرف ائمہ قراآت تک نہیں بلکہ جناب نبی کریم ﷺ تک ہے۔ ہر امام نے بالواسطہ یا بلاواسطہ صحابہ کرامؓ سے اور صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے یہ علم قراآت اخذ کیا ہے اور ہر امام کی سند قراآت میں کسی نہ کسی صحابیؓ کا واسطہ ضرور ہے۔

صحابہ کرامؓ میں سے جو صحابہؓ قراء ہونے کی حیثیت سے مشہور ہیں وہ یہ ہیں: حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابوالدرداءؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوموسیٰ

اشعریؓ۔(دفاعِ قراآت ص ۲۱۵)

اور پھر یہ حضرات صحابہ کرامؓ مشہور قراء عشرہ کی سندوں میں ان کے استاذ یا استاذ الاستاذ کے طور پر آتے ہیں، چنانچہ امام نافعؒ کی سند قراءۃ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابی بن کعب وغیرہ حضرات کا ذکر ملتا ہے۔اسی طرح امام ابن کثیر مکیؒ کی سند قراءۃ میں حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ وغیرہ حضرات مذکور ہیں۔امام عمرو بصریؒ کی سند قراءۃ میں بھی حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ وغیرہ حضرات مذکور ہیں۔امام ابن عامر شامیؒ کے سلسلہ میں حضرت عثمان غنیؓ کا ذکر ہے اور امام عاصم کوفیؒ کے سلسلہ سند میں حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ حضرات کا ذکر آتا ہے۔امام حمزہ کوفیؒ کے سلسلہ میں بھی انہیں مذکورہ بالا حضرات صحابہ کرامؓ کا ذکر آتا ہے۔امام کسائی نے بھی مذکورہ بالا حضرات صحابہ کرامؓ کے تلامذہ سے علم اخذ کیا ہے۔امام جعفر یزید مدنیؒ کے سلسلہ سند میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ وغیرہ حضرات مذکور ہیں۔امام یعقوب حضرمیؒ کے سلسلہ سند میں دوسرے صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا ذکر آتا ہے۔(القراآت واثرھا فی علوم العربیہ ج ا ص ۱۷)

اس ساری تفصیل سے واضح ہوگیا کہ یہ قراآت عشرہ صرف ائمہ کرام تک متواتر نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ تک متواتر ہیں، البتہ ان قراآت کی نسبت ائمہ کرام کی طرف ان کے اشتغال اور لزوم کی بناء پر ہے کہ جس امام نے جس قراءۃ کی تدریس کے ساتھ زیادہ مشغولیت رکھی اس کی اسی امام کی طرف نسبت کردی گئی، اس قراءۃ کی امام کی طرف نسبت کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہوتا کہ اس قراآت میں اس امام کی رائے یا عمل کا کوئی دخل ہے۔

قراءۃ، روایت اور طریق میں فرق:......اختلاف قراآت میں جب کسی اختلاف کی نسبت مشہور دس اماموں میں سے کسی کی طرف ہو تو اسے 'قراءۃ' کہا جاتا ہے اور جب اختلاف کی نسبت امام کے کسی راوی کی طرف ہو تو اسے 'روایت' کہا جاتا ہے اور جب اختلاف کی نسبت راوی کے شاگرد یا شاگرد کے شاگرد کی طرف ہو تو اس کو 'طریق' کہا جاتا ہے، مثلاً: اختلاف کی نسبت امام نافعؒ کی طرف ہو تو قراءۃ کہلاتا ہے، سیدنا قالون کی طرف ہو تو روایت کہلاتا ہے اور ابو نشیط کی طرف تو طریق کہلاتا ہے۔

حدیث سبعہ احرف یعنی انزل القرآن علی سبعۃ أحرف

حدیث کا مقام و مرتبہ:......یہ حدیث جو حدیث سبعہ احرف کے عنوان سے مشہور ہے یہ اختلاف قراآت کے ثبوت کی سب سے قوی دلیل ہے، اس کا مرتبہ بیان کرتے ہوئے اکثر محققین نے اس کو اپنے معنی اور مفہوم کے لحاظ سے متواتر قرار دیا ہے، الفاظ کے اختلاف کے ساتھ یہ حدیث بیس (۲۰) سے زیادہ صحابہ کرامؓ سے مروی ہے جن میں حضرت عمرؓ، حضرت ہشام بن حکیمؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ،

حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ (عنایات رحمانی ج ۱ص ۳۷، دفاع قراآت ص ۲۵۹، النشر ج ۱ص ۲۱، علوم القرآن ص ۹۹) بہت سے حضرات نے اس حدیث کی تشریح میں مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں۔

حدیث سبعۃ احرف کی چند روایات:......(۱)......حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی زندگی میں، میں نے دیکھا کہ ہشام بن حکیمؓ سورۃ فرقان پڑھ رہے تھے میں نے ان کی تلاوت پر کان لگایا تو سنا کہ بہت سے ایسے اختلافات پڑھ رہے تھے جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے نہیں پڑھائے تھے، قریب تھا کہ میں نماز ہی کی حالت میں جلدی سے ان پر حملہ آور ہوجاتا لیکن میں نے صبر وتحمل سے کام لیا یہاں تک کہ جب انہوں نے سلام پھیرا تو انہیں کی چادر سے گریبان سے پکڑ کر میں نے پوچھا جو سورۃ ابھی پڑھ رہے تھے یہ تمہیں کس نے پڑھائی ہے؟ کہنے لگے رسول اللہ ﷺ نے۔ میں نے کہا: تم غلط کہہ رہے ہو، مجھے تو آپ ﷺ نے یہ سورۃ اس طریقہ تلاوت کے برخلاف پڑھائی ہے جس کے مطابق تم پڑھ رہے تھے۔

خیر میں انہیں کشاں کشاں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں لے گیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے انہیں سورۃ فرقان متعدد ایسے اختلافات کے مطابق پڑھتے ہوئے سنا ہے جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے ہیں، فرمایا: اچھا پہلے انہیں چھوڑ دو تو سہی، پھر فرمایا ہشام پڑھو، انہوں نے وہی قراءت پڑھی جو میں نے ان سے سنی تھی تو آپ ﷺ نے سن کر فرمایا کذالك انزلت یہ سورۃ اسی طرح نازل کی گئی ہے، پھر فرمایا: عمر تم پڑھو، میں نے آپ کی تعلیم فرمودہ قراءت کے مطابق یہ سورۃ پڑھ دی، فرمایا کذالك انزلت یہ سورۃ اس طرح بھی اتاری گئی ہے اور پھر فرمایا: ان ھذ االقرآن انزل علی سبعة احرف؛ فاقروء اما تیسر منه یقیناً یہ قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے ان میں سے جو تمہارے لئے آسان ہو اس کے مطابق پڑھو۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع الترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی)

(۲)......ایک دن حضرت عثمان غنیؓ منبر پر خطبہ دینے کیلئے چڑھے تو فرمایا جن حضرات نے نبی کریم ﷺ سے یہ الفاظ سنے ہوں انز ل القرآن علی سبعة احرف کلھا شاف کاف یعنی ''قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے سب کے سب شافی وکافی ہیں'' میں انہیں خوف خداوندی یاد دلا کر کہتا ہوں کہ وہ کھڑے ہوجائیں اس پر اتنے صحابہؓ کھڑے ہوگئے جن کا شمار نہیں ہوسکتا تھا اور سب نے اس بات کی گواہی دی کہ واقعی رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے، حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا اور میں بھی ان سب کے ساتھ اس پر گواہی دیتا ہوں۔ (دفاع قراآت ص ۲۹۷، مجمع الزوائد ج ۷ص ۱۵۲، مناہل العرفان ج ۱ص ۱۳۹)

(۳)......نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ بنو غفار کے تالاب کے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا: بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو یہ حکم فرماتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن کو ایک حرف (لغت) کے موافق پڑھے

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ سے عافیت، بخشش اور مزید عنایت ورحمت کا سوال کرتا ہوں کیونکہ میری امت اس ایک حرف کی پابندی کی طاقت نہیں رکھتی، جبرئیل امین آپ کے پاس دوسری مرتبہ آئے اور کہا یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو یہ حکم فرماتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن کو دو حرفوں کے موافق پڑھے، فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے عافیت اور درگزر کرنے کی درخواست ودعا کرتا ہوں اور میری امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھ سکے گی، جبرئیل آپ ﷺ کے پاس تیسری مرتبہ آئے اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو یہ حکم فرماتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن کو تین حرفوں کے موافق پڑھے، فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں کیونکہ میری امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھ سکے گی اور عرض کیا کہ حق تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن کو سات حرفوں پر پڑھے پس وہ ان میں سے جس حرف کے موافق بھی پڑھیں گے اسی میں یقیناً درستگی کو پہنچیں گے۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، وسنن ابی داؤد، باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف، دفاع قراآت ص ۳۰۵)

ان روایات سے اور اسی مفہوم کی دیگر متعدد روایات سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ اختلافِ قراآت کا احادیث سے ثبوت ہے اور قرآن کریم متعدد حرفوں اور طریقوں پر نازل ہوا ہے۔

'احرف' کے لغوی اور اصطلاحی معنی:......اس حدیث میں سبعۃ احرف کے الفاظ ہیں، اس میں احرف، حرف کی جمع ہے۔ حرف کے لغوی معنی کئی ہیں: جانب، وجہ، گوشہ، حد، کسی چیز کا ٹکڑا وغیرہ۔

علامہ دانی ؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں احرف کے دو معنی ہوسکتے ہیں: (۱) وجوہ یعنی قرآن لغات کی سات وجوہ پر نازل ہوا۔ (۲) قراآت چونکہ مختلف قراءتیں حرف ہی میں تغیر ہونے سے پیدا ہوتی ہیں اس لئے پوری قراءۃ کو مجازاً حرف فرمادیا۔ (کشف النظر ج ۱ ص ۲۵۹، عنایات رحمانی ج ۱ ص ۴۰)

حروفِ سبعہ کا مفہوم:......اس حدیث میں سبعہ احرف پر قرآن کریم نازل ہونے سے کیا مراد ہے؟ سبعۃ احرف کا مفہوم کیا ہے؟ اس سلسلے میں نظریات اور آراء کا شدید اختلاف ملتا ہے یہاں تک کہ علامہ ابن عربی نے اس بارے میں پینتیس (۳۵) اقوال شمار کئے ہیں اور بعض علماء نے چالیس (۴۰) تک اقوال شمار کئے ہیں البتہ ان دونوں باتوں پر تمام علماء کا اتفاق ہے (۱) حدیث کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہر ہر کلمہ سات طرح پڑھا جاتا ہے۔ (۲) سات حرفوں سے قراءِ سبعہ کی سات قراءتیں مراد نہیں کیونکہ دورِ نبوی ﷺ میں تو قراءِ سبعہ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے، ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ قراءتیں بھی ان سات حروف ہی میں داخل وشامل ہیں۔ (کشف النظر ج ۱ ص ۲۶۰، علوم القرآن ص ۹۹)

البتہ اس بارے میں جو اقوال مختلف ہیں ان میں سے چند قول یہ ہیں:

(۱)......اس حدیث میں حروف سے مراد تمام قراءتیں ہیں، لیکن سبعہ (سات) کے لفظ سے سات کا مخصوص عدد مراد نہیں بلکہ اس سے مراد تعداد اور کثرت ہے یعنی قرآن کریم بہت سے طریقوں پر نازل ہوا ہے۔ (علم القراءات ص ۲۳)

(۲)......حدیث میں سات حروف سے مراد قبائل عرب کی سات لغات ہیں چونکہ اہل عرب مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے اور ہر قبیلہ کی زبان عربی ہونے کے باوجود دوسرے قبیلہ سے تھوڑی مختلف تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان مختلف قبائل کی آسانی کیلئے قرآن کریم سات لغات پر نازل فرمایا تا کہ ہر قبیلہ اسے اپنی لغت کے مطابق پڑھ سکے۔
(علوم القرآن ص۱۰۲)

(۳)......سات حرفوں سے مراد سات مرادفات ہیں کہ ابتداء اسلام میں یہ اجازت دی گئی تھی کہ اہل عرب اپنی علاقائی زبان کے مطابق قرآن کریم کے اصلی الفاظ کے بجائے ان کے مرادف الفاظ کے ساتھ تلاوت کرلیا کریں لیکن بعد میں یہ اجازت ختم کردی گئی تھی۔(علوم القرآن ص۱۰۲)

(۴)......حدیث میں حروف کے اختلاف سے مراد قراءتوں کا اختلاف ہے اور سات حرفوں سے اختلاف قراءات کی سات نوعیتیں مراد ہیں، چنانچہ قراءتیں تو اگر چہ سات ہیں لیکن ان قراءتوں میں جو اختلاف پائے جاتے ہیں وہ سات اقسام میں منحصر ہیں۔وہ سات نوعیتیں کونسی ہیں اس بارے میں اقوال مختلف ہیں، محقق علامہ ابن جزری کا قول یہ ہے:

۱۔مفرد وجمع کا اختلاف　۲۔تذکیر و تانیث کا اختلاف　۳۔وجوہ اعراب کا اختلاف
۴۔صرفی ہیئت کا اختلاف　۵۔ادوات وحروف نحویہ کا اختلاف　۶۔لہجوں کا اختلاف
۷۔لفظ کا ایسا اختلاف جس سے حروف بدل جائیں۔

یہ قول بہت سے حضرات نے اختیار فرمایا ہے، محقق علامہ ابن جزری اپنا یہ قول بیان کرنے سے پہلے تحریر فرماتے ہیں کہ"میں اس حدیث کے بارے میں اشکالات میں مبتلا رہا اور اس پر تیس (۳۰) سال سے زیادہ غور و فکر کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس کی ایسی تشریح کھول دی جو ان شاء اللہ صحیح ہوگی"۔ (النشر ج۱ ص۲۶)

امام ابوالفضل رازیؒ فرماتے ہیں کہ قرآت کا اختلاف سات اقسام میں منحصر ہے اور ان سے مراد یہ ہیں:

۱۔اسماء کا اختلاف　۲۔افعال کا اختلاف　۳۔وجوہ اعراب کا اختلاف
۴۔الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف　۵۔تقدیم وتاخیر کا اختلاف　۶۔بدلیت کا اختلاف
۷۔لہجوں کا اختلاف، جیسے امالہ، قصر، مد، ہمزہ وغیرہ۔ (علوم القرآن، ص۱۱۰)

اسی طرح امام مالکؒ نے اختلاف قرآت کی سات نوعیتیں کچھ فرق کے ساتھ بیان فرمائی ہیں۔

نوٹ:......ان حضرات کی بیان کردہ وجوہ اختلاف میں سے امام ابوالفضل رازیؒ کا استقراء زیادہ جامع معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں کسی قسم کا اختلاف چھوٹا نہیں ہے۔محقق ابن جزریؒ نے بھی امام ابوالفضل کا قول بڑی وقعت کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔حافظ ابن حجرؒ کے کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی امام ابوالفضل رازیؒ کے استقراء کو ترجیح دی ہے اور اس کو ھذا وجہ حسن فرمایا ہے۔شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہم نے اپنی بے مثال

کتاب 'علوم القرآن' میں بھی سبعہ احرف کی تشریح میں اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ اس سے اختلاف قراآت کی سات نوعیتیں مراد ہیں اور پھر ان سات نوعیتوں کی تعیین میں امام ابوالفضل رازیؒ کے استقراء کو زیادہ پسند فرمایا ہے۔ (علوم القرآن، ص۱۱۱)

حضرت نے درس بخاری میں اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ علوم القرآن میں سبعہ احرف کے موضوع پر یہ ساری تفصیل اور مختلف اقوال میں سے ایک قول کی طرف اپنے رجحان کو لکھنے کے بعد شاطبی وقت شیخ القراء حضرت قاری فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ ساری تفصیل سنائی تو انہوں نے اس کی تحسین وتصویب فرمائی پھر مجھے اطمینان ہوا۔

(۵)......بعض حضرات کے نزدیک سبعۃ احرف (سات حروف) سے سات قسم کے احکام مراد ہیں، پھر ان کی تعیین میں ان کے مابین بھی اختلاف ہے بعض کے نزدیک حلال، حرام، محکم، متشابہ، امثال، انشاء اور اخبار ہیں۔ بعض کے نزدیک ناسخ، منسوخ، خاص، عام، مجمل، مبین اور مفسر ہیں جبکہ بعض کے نزدیک امر، نہی، طلب، دعاء، خبر، استخبار اور زجر ہیں۔ (کشف النظر ج۱ ص۲۶۰)

سبعۃ احرف پر نزول قرآن میں حکمتیں:......قرآن مجید کے سبعۃ احرف پر نازل ہونے میں متعدد حکمتیں ہیں، سب سے اہم اور مقدم حکمت جس کی طرف احادیث میں واضح اشارہ بھی موجود ہے وہ پڑھنے والوں پر آسانی کرنا ہے کیونکہ عرب کے مختلف قبائل کی لغات مختلف تھیں اور ایک لغت والے کیلئے دوسری لغت پر اپنی زبان کو جاری کرنا آسان نہ تھا تو سبعۃ احرف پر قرآن کریم نازل کرنے میں ان کیلئے آسانی ہوگئی کہ ہر لغت والا اس طریقے کے مطابق پڑھ لے جس کے مطابق پڑھنا اس کو آسان محسوس ہو، مثلاً ایک لغت والے ہمزہ پڑھنے کے عادی ہیں تو دوسری لغت والے تخفیف کے، ایک قبیلہ والے فتحہ پڑھنے کے عادی ہیں تو دوسرے قبیلہ والے امالہ کے۔ (علوم القراءات، ص۱۴۶)

فوائد:......(۱) سبعۃ احرف پر قرآن کریم کے نازل کئے جانے کی بڑی حکمت بلاشبہ پڑھنے والوں کیلئے تسہیل اور آسانی پیدا کرنا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ پابندیاں بھی لگادی گئی ہیں تاکہ کوئی غیر قرآن چیز داخل کرنے کی جسارت نہ کی جائے۔

ان پابندیوں میں سے پہلی پابندی تلقی بافواہ المشائخ ہے کہ بالکل اسی طریقے سے پڑھنا ضروری ہے جس طریقے اور انداز سے اپنے استاد اور شیخ سے سنا ہو حتی کہ اس میں ایک حرفی مد کی بیشی بھی برداشت نہیں کی جاتی۔

دوسری پابندی یہ لگائی گئی کہ وہ قراءۃ اسناد کے اعتبار سے مضبوط ہو یعنی وہ قراءۃ قبول ہوگی جو سنداً صحیح ہو۔

تیسری پابندی یہ لگائی گئی کہ وہ متواتر سند سے ثابت ہو کیونکہ قرآن ہونے کیلئے تواتر شرط ہے۔

(۲)......یہ اختلافِ قراآت قرآن مجید کی بلاغت اور اعجاز کی دلیل ہے کیونکہ ان اختلافات سے الفاظ میں معنوی

وسعت بھی پیدا ہوتی ہے اور ایک آیت سے متعدد احکام بھی سمجھے جاتے ہیں۔

(۳)......حفظ کرنے میں آسانی ہوجاتی ہے (علوم القرآآت ص۱۴۶)

(۴)......اس اختلاف قراآت میں نبی کریم ﷺ کے سچے ہونے کی واضح دلیل ہے کہ قرآن کریم میں اس قدر قراآت کے اختلاف کے باوجود معنی اور مفہوم کے لحاظ سے آپس میں کسی قسم کا تضاد، تناقض یا اختلاف نہیں پایا جاتا بلکہ سارا کا سارا قرآن ایک دوسرے کی تصدیق کرتا ہے اور بعض بعض کی وضاحت کرتا ہے تو یہ کھلی دلیل ہے اس بات کی کہ یہ اللہ جل شانہ کا ہی کلام ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ اشاد فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے جو مجھ پر نازل ہوا ہے۔

(۵)......اس اختلاف قراآت میں اس امت کی عظمت، شان اور منقبت عظیمہ کا اظہار ہے کہ ان کو یہ نعمت حاصل ہوئی ہے۔

(۶)......اس امت کے اجر وثواب کو زیادہ کرنا ہے کیونکہ جب یہ امت ان اختلافات کو یاد کرے گی، اس کے معانی میں غور کرے گی، اس کے مختلف احکامات کو مستنبط کرے گی اور اس کے اسرار کو اپنے علم کے مطابق ظاہر کرے گی، اس کیلئے جدوجہد کرے گی تو یقیناً اس کا اجر وثواب بھی بڑھا دیا جائے گا۔ (القراءات واثرھا فی علوم العربیہ، ص۳۹)

(۷)......ان اختلافات میں مختلف نحوی اور صرفی قواعد کی سند ہے ان قراآت سے کئی قسم کے عربی قواعد معلوم ہوتے ہیں۔

(۸)......ان اختلافات کی احکام فقہیہ میں بھی تاثیر ہوتی ہے، مثلاً کبھی دو مختلف حکموں کو اختلاف قراءۃ سے جمع کیا جاتا ہے جیسے حتی یطھرن میں دو قراءتیں ہیں، تخفیف اور تشدید کے ساتھ، اب اس میں دو حکم جمع ہوگئے وہ اس طرح سے کہ تخفیف والی قراءۃ کا حکم اس صورت کیلئے ہے جب انقطاع دم اکثر مدت حیض پر ہو اور تشدید والی قراءۃ کا حکم اس صورت کیلئے ہے جب انقطاع دم اکثر مدت سے کم پر ہو جائے۔

اسی طرح کبھی دو قراءتوں سے دو جدا جدا حکموں کا اظہار ہوتا ہے، جیسے وارجلکم میں دو قراءتیں ہیں، لام کے فتحہ والی اور لام کے کسرہ والی۔ اب فتحہ والی سے عام حالت میں پاؤں کے دھونے کا حکم معلوم ہوا اور کسرہ والی سے موزوں کی حالت میں پاؤں کے مسح کا حکم معلوم ہوا۔

اسی طرح کبھی متفق علیہ حکم کا اظہار ہوتا ہے جیسے: ولہ اخ او اخت میں ایک شاذ قراءۃ کے مطابق من اُم کا اضافہ بھی ہے، اس سے یہ متفق علیہ واضح ہوگیا کہ اس اخ اور اخت سے خیفی مراد ہے۔

اسی طرح کبھی مراد کی وضاحت اور تعیین ہوجاتی ہے جیسے فاقطعوا ایدیھما میں ایک شاذ قراءۃ ایمانھما ہے جس سے ید کی مراد متعین ہوگئی کہ دایاں ہاتھ مراد ہے۔

اسی طرح کبھی مطلق حکم میں تقیید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، جیسے کفارہ یمین کے حکم میں فمن لم یجد فصیام ثلاثۃ

ایام میں ایک شاذ قراءۃ ایام متتابعات ہے،اس سے یہ حکم مقید ہوگیا کہ تین روزے لگاتار رکھنا ضروری ہے۔

قراءِ عشرہ اور ان کے رواۃ کے نام

(۱)......امام نافع مدنیؒ	راوی (۱) سیدنا قالونؒ	(۲) سیدنا ورشؒ
(۲)......امام ابن کثیر مکیؒ	راوی (۱) سیدنا بزیؒ	(۲) سیدنا قنبلؒ
(۳)......امام ابوعمرو بصریؒ	راوی (۱) سیدنا دوریؒ	(۲) سیدنا سوسیؒ
(۴)......امام ابن عامر شامیؒ	راوی (۱) سیدنا ہشامؒ	(۲) سیدنا ابن ذکوانؒ
(۵)......امام عاصم کوفیؒ	راوی (۱) سیدنا شعبہؒ	(۲) سیدنا حفصؒ
(۶)......امام حمزہ کوفیؒ	راوی (۱) سیدنا خلفؒ	(۲) سیدنا خلادؒ
(۷)......امام کسائی کوفیؒ	راوی (۱) سیدنا ابوالحارثؒ	(۲) سیدنا دوریؒ
(۸)......امام ابوجعفر یزید مدنیؒ	راوی (۱) سیدنا ابن وردانؒ	(۲) سیدنا ابن جمازؒ
(۹)......امام یعقوب حضرمیؒ	راوی (۱) سیدنا رویسؒ	(۲) سیدنا روحؒ
(۱۰)......امام خلف بزارؒ		

ائمہ قراءۃ کے بعض حالات عجیبہ

امام نافع مدنیؒ:......امام نافعؒ تابعین میں سے ہیں،فرماتے ہیں کہ میں نے ستر (۷۰) تابعین سے قرآن پڑھا ہے۔آپ ستر (۷۰) برس سے زیادہ مدینہ منورہ میں قرآن پاک اور قراءۃ پڑھاتے رہے،امام نافعؒ کے ایک شاگرد کہتے ہیں کہ جب آپ قرآن پڑھتے یا بات کرتے تو منہ سے مشک اور کستوری کی خوشبو آتی تھی،میں نے دریافت کیا کہ حضرت جب آپ پڑھانے کیلئے بیٹھتے ہیں تو کیا خوشبو لگا کر بیٹھتے ہیں؟ فرمایا خوشبو کا استعمال تو کیا میں تو اس کے قریب بھی نہیں جاتا بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ میرے منہ سے منہ ملا کر قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اسی وقت سے میرے منہ سے یہ خوشبو آتی ہے۔(کشف النظر ج ۱ ص ۳۰۰)

سیدنا قالونؒ:......سیدنا قالون کانوں سے اس قدر بہرے تھے کہ بگل اور بہت زیادہ شور کی آواز بھی نہیں سن سکتے تھے،لیکن یہ آپ کی کرامت تھی کہ قرآن شریف پڑھنے والے کی آواز سننے میں ذرا بھی رکاوٹ پیش نہیں آتی تھی۔ (کشف النظر ج ۱ ص ۳۰۵)

امام ابوعمرو بصریؒ:......امام ابوعمرو بصریؒ کے ایک شاگرد عبدالوارث کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال آپ کی رفاقت میں حج کیا،اس سفر میں ہم ایک بے آباد اور خالی منزل سے گزرے جس میں پانی بالکل نہیں تھا،آپ نے فرمایا اٹھو اور میرے ساتھ چلو،میں آپ کے ساتھ چل پڑا آپ نے مجھے میل کے نشان پر لے جا کر بٹھا دیا اور فرمایا کہ میرے آنے

تک یہی بیٹھے رہنا اور آپ جنگل میں تشریف لے گئے کچھ دیر تو میں رکا رہا لیکن پھر مجھے فکر ہوئی اور میں آپ کے قدموں کے نشانات سے اندازہ کرتا ہوا آپ کے پاس پہنچ گیا، دیکھتا کیا ہوں کہ اس بے آباد اور ویران جگہ میں ایک چشمہ پھوٹا ہوا ہے اور آپ وہاں نماز کیلئے وضو فرما رہے ہیں، مجھے دیکھ کر فرمایا: ''اے عبدالوارث! میری اس بات کو پوشیدہ رکھنا اور اس نظارہ کا کسی سے تذکرہ نہ کرنا'' میں نے کہا: اے سید القراء! بہت اچھا، عبدالوارث کہتے ہیں کہ میں نے حسب وعدہ آپ کی اس کرامت کا تذکرہ آپ کی وفات تک کسی سے بھی نہیں کیا لیکن اب اس کا اظہار کر رہا ہوں۔ (کشف النظرج ا ص ۳۰۵)

سیدنا شعبہؒ: ......امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ آپ نہایت سچے، ثقہ، صاحب قرآن اور صاحب سنت تھے، خود فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا، تیس (۳۰) سال سے ہر روز ایک قرآن پاک ختم کرتا ہوں، آپ ستر (۷۰) سال عبادت میں مصروف رہے، ان میں سے چالیس (۴۰) سال تک آپ کیلئے بستر نہیں بچھایا گیا، چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) مرتبہ قرآن مجید ختم کیا، جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی ہمشیرہ رونے لگی فرمایا روتی کیوں ہو؟ مکان کے اس گوشہ کی طرف دیکھو، میں نے اس میں اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) قرآن مجید ختم کیے ہیں اور اپنے صاحبزادے سے فرمایا: بیٹا! اس گوشہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا۔ (کشف النظرج ا ص ۳۴۱)

امام حمزہ کوفیؒ: ......امام حمزہ کوفیؒ ہر مہینہ میں اٹھائیس (۲۸) یا ستائیس (۲۷) یا پچیس (۲۵) قرآن مجید ترتیل (یعنی تجوید و تحقیق، اطمینان و صفائی) کے ساتھ ختم کرتے تھے، ایک مرتبہ امام حمزہؒ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کو حق تعالیٰ نے مرحبا فرمایا اور ان کیلئے کرسی بچھوائی اور ان کی تعظیم کی اور ان کو حکم فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرو اور ترتیل کے ذریعے اس کو خوب روشن اور ظاہر کر کے پڑھو اور چند موقعوں پر جس طرح آپ نے پڑھا تھا حق تعالیٰ نے اس کے خلاف دوسری طرح بتایا، آپ نے وانا اخترتک پڑھا، حق تعالیٰ نے وانّا اخترنک پڑھنے کو فرمایا آپ نے تنزیل العزیز لام کے رفع کے ساتھ پڑھا حق تعالیٰ نے لام کے فتحہ کے ساتھ پڑھنے کا فرمایا۔

امام ابو جعفر یزید مدنیؒ: ......آپ نہایت عالی قدر اور مشہور تابعی ہیں، آپ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد ہیں آپ کو بچپن میں حضرت ام سلمیٰؓ کے پاس لایا گیا انہوں نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور آپ کیلئے رحمت و برکت کی دعاء بھی فرمائی۔

حضرت شعبہ بن نصاحؒ جو امام ابو جعفرؒ کے ہم عصر، قاری اور داماد تھے، امام کی وفات ہو جانے کے بعد انہوں نے حاضرین مجلس سے کہا کہ کیا میں تمہیں ایک عجیب و غریب چیز دکھاؤں؟ سب نے کہا: ضرور، تو انہوں نے امام ابو جعفر کے سینہ سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے سینہ پر دودھ کی طرح ایک سفید حلقہ اور گول دائرہ ہے اس پر سب حاضرین بول اٹھے کہ اللہ کی قسم یہ قرآن کا نور ہے۔

اسحاق مسیبیؒ نقل کرتے ہیں کہ جب وفات کے بعد امام کو غسل دیا گیا تو لوگوں نے آپ کے سینہ اور دل کے

درمیان قرآن مجید کے ورق کی مانند ایک چیز دیکھی اس سے حاضرین نے جان لیا کہ یہ قرآن پاک کا نور ہے۔

کسی شخص نے امام کو وفات کے بعد دیکھا کہ آپ نہایت حسین وجمیل صورت میں تھے، امام نے فرمایا کہ میرے شاگردوں اوران تمام لوگوں کو جو میری قراءۃ پڑھتے ہیں خوشخبری سنادو کہ حق تعالیٰ نے ان کو بخش دیا ہے اوران کے بارے میں میری دعا قبول فرمالی ہے اوران کو اس بات کا امر کردو کہ جس طرح بھی ہوسکے رات کے درمیانی حصہ میں تہجد کی چند رکعتیں ضرور پڑھ لیا کریں۔ (کشف النظرج ۱ص ۳۶۳)

امام شاطبیؒ:......امام شاطبیؒ اللہ کے ولی اوراپنے زمانہ کے بڑے درجہ کے امام تھے نیز قراءۃ وتفسیر کے امام اورحدیث کے حافظ تھے، آپ کے حافظہ سے لوگ صحیح مسلم اورصحیح بخاری کے نسخوں کی تصحیح کرتے تھے اس کے علاوہ آپ نحو کے استاد اورتعبیر کے علم میں بھی ماہر تھے۔

آپ کی بہت سی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے پاس بیٹھنے والے بغیر کسی مؤذن کے غیبی طور پر اذان کی آواز سن لیتے تھے، آپ نابینا تھے لیکن کمال درجہ کے ذہین اورفہیم ہونے کے سبب نابیناؤں کی سی حرکات آپ سے ظاہر نہیں ہوتی تھیں، سخت بیمار ہوجاتے تب بھی عیادت کرنے والوں کے جواب میں صرف 'العافیۃ' فرماتے تھے۔

قرطبی سے منقول ہے کہ جب آپ قصیدہ شاطبیہ کی تصنیف سے فارغ ہوچکے تو اس کو لے کر بیت اللہ کے گرد بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) طواف کئے اور جب دعا کے مقامات پر پہنچتے تو یہ دعاء پڑھتے:

اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب و الشھادۃ رب ھذا البیت العظیم انفع بھا کل من قرأھا

نیز ناظمؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ کو نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی تو سامنے کھڑے ہوکر خدمت بابرکت میں سلام عرض کیا اور کہا: یاسیدی یارسول اللہ! اس قصیدہ پر نظر فرمایئے پس آپ نے اس کو اپنے دست مبارک میں لیا اور فرمایا ھی مبارکۃ من حفظھا دخل الجنۃ (عنایات رحمانی ج ۱ص ۸۴) کہ یہ بابرکت ہے جو اس کو حفظ کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور قرطبی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو اس حالت میں مرے کہ اس کے گھر میں یہ قصیدہ ہو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔

امام جزریؒ:......آپ علم قرآءت میں سارے عالم میں یکتا تھے اور بہت سے ملکوں میں آپ نے اس علم کی اشاعت کی، آپ کے فنون میں یہ فن سب سے عظیم الشان اورممتاز ونمایاں تھا۔ حدیث بھی آپ کا خاص موضوع تھا، حدیث کے علوم میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا، چنانچہ ایک لاکھ حدیثیں سند سمیت یاد تھیں۔ آپ کو ترویج سنت اور غیر معمولی خدمت قرآن وحدیث کے باعث آٹھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا گیا ہے۔ (کشف النظرج ۱ص ۴۰۶)

حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ:......حضرت قاری صاحبؒ پانچ سال کی عمر میں ہی نابینا ہوگئے تھے لیکن حق تعالیٰ نے باطنی بصیرت کا وافر حصہ عطا فرمایا ہوا تھا، قرآن کریم سے عشق تھا اور خوب یاد تھا۔

ایک مرتبہ آپ نے پورے قرآن پاک کے رؤس آیات یعنی آیات کے ختم والے کلمات اس طرح سنائے کہ بغیر پوری آیت پڑھے صرف صرف رأس آیت پڑھتے تھے اور آپ کو اس میں ذرا بھی رکاوٹ اور جھجک نہ ہوئی بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا آپ مسلسل قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔

آپ کے استاد سید القراء حضرت قاری محی الاسلامؒ نے ایک مرتبہ بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا الیاس صاحبؒ سے آپ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس نے پورا قرآن حرفاً حرفاً مجھ سے پڑھا ہے اور اب مجھ سے بہت آگے بڑھ گیا ہے

حضرت تھانویؒ کی مجلس میں ایک مرتبہ آپ نے قرآن پاک پڑھا تو حضرت والا نے بہت تعریف فرمائی نیز فرمایا کہ پہلے تو کانوں ہی سے کام لیتا رہا اور پھر آنکھوں سے بھی کام لیا اور دیکھا کہ چہرے پر کوئی تغیر نہیں تھا۔

حفظ و اتقان میں آپ بلاشبہ فائق القرآن تھے، آپ کے حافظہ کا تھوڑا سا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ لامیہ، رائیہ، طیبہ وغیرہ کے علاوہ آپ کو قراآت عشرہ مع طرق کے ایسی یاد تھیں کہ تحقیقاً، ترتیلاً اور تدویراً، حدراً ہر طرح ہر جگہ سے ہر حالت، ہر وقت اور ہر مجلس میں پڑھ سکتے تھے اور متشابہ لگنا تو کجا اختلاف قراآت میں بھی ذرا تامل کی گنجائش نہیں تھی حالانکہ بڑھاپا تھا جس میں عموماً لوگوں کا حافظہ کمزور ہوجایا کرتا ہے۔ (تذکرۃ الشیخین ص ۴۹)

حضرت کو دعاء کا بہت ذوق تھا ایک ثقہ راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت والاؒ نے حرم شریف میں ہمارے سامنے صبح کی نماز کے بعد دعا شروع فرمائی یہاں تک کہ ظہر ہوگئی پھر ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر عصر تک دعا میں مشغول رہے، اسی طرح بعد عصر و مغرب حتی کہ عشاء تک دعا فرماتے رہے۔

حضرت قاری صاحبؒ ۱۳۹۰ھ میں مدینہ منورہ ہجرت فرماگئے تھے اور آخر وقت تک وہیں مقیم رہے، ہر نماز حرم شریف میں اداء فرماتے اور عصر سے عشاء تک کا وقت حرم شریف ہی مں گزارتے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ کسی طرح جنت البقیع کی مٹی نصیب ہوجائے اور بالآخر یہ تمنا ہوگئی اور ۱۸ شعبان ۱۴۰۷ھ کو اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔

مجدد القراآت حضرت قاری رحیم بخشؒ:......حضرت قاری صاحب نور اللہ مرقدہ حضرت اقدس قاری فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محبوب ترین شاگرد اور علم تجوید و قراآت میں اپنے وقت کے امام تھے۔

حضرتؒ کو قرآن کریم سے عشق کی حد تک شغف تھا، فرائض شرعیہ اور حوائج بشریہ کے علاوہ شاید ان کا کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں وہ قرآن کریم کی تعلیم و تدریس یا اپنی تلاوت میں مشغول نہ ہوں، اوقات تدریس کی پابندی ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی، سردی، گرمی، موسمی تغیرات، ضعیفی و کمزوری غرض کوئی چیز بھی ان کے راستے میں حائل نہیں ہوتی تھی اور مدرسۃ الوقت سے پہلے وہ درسگاہ میں موجود ہوتے تھے۔ حج و عمرہ پر تشریف لے جاتے تو بھی واپسی پر سیدھے درس گاہ میں تشریف لے جاتے۔ (تذکرۃ الشیخین ص ۱۰۴)

سالہا سال تک یہ استقامت ہزاروں کرامتوں سے بڑھ کر ہے، اس کے علاوہ حضرت کے بہت مبارک حالات

ومبشرات ہیں حالات کی تفصیل کیلئے تذکرۃ الشیخین کا مطالعہ ضروری ہے۔

فن قراءات پر لکھی جانے والی چند تصنیفات

(۱)......کتاب القرآآت یہ ابوعبید قاسم ابن سلام کی تصنیف ہے۔

(۲)......کتاب القرآآت یہ ابوحاطب سہل بن محمد بن عثمان کی تصنیف ہے۔

(۳)......الجامع یہ علامہ محمد بن جریر طبری کی تصنیف ہے۔

(۴)......کتاب السبعہ یہ ابوبکر مجاہد رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔

(۵)......ارشاد فی العشرۃ یہ ابولطیف عبدالمنعم بن عبیداللہ کی تصنیف ہے۔

(۶)......النشر یہ محمد بن محمد بن علی الجزری کی مایہ ناز تصنیف ہے۔

(۷)......التیسیر سبعہ کی مایہ ناز کتاب ہے علامہ ابوعمر ودانی کی تصنیف ہے۔

(۸)......کتاب السبعہ کی شرح ابوطاہر انصاری کی تصنیف ہے۔

(۹)......الجامع فی العشرۃ ابوالحسین نصر بن عبدالعزیز کی تصنیف ہے۔

(۱۰)......الکافی یہ ابوعبداللہ اندلسی اشبیلی کی تصنیف ہے۔

(۱۱)......حرز الامانی ووجہ التھانی جو کہ شاطبی کے نام سے مشہور ہے، اس میں گیارہ سوتہتر (۱۱۷۳) اشعار ہیں جو تیسیر کا خلاصہ ہے، لیکن اس میں بہت سی نئی باتیں اور فائدے ہیں جن کی وجہ سے اس کی اپنی ذاتی حیثیت بہت اہم ہے اور قرآآت میں مہارت حاصل کرنے والا اس سے مستغنی نہیں رہ سکتا۔ یہ علامہ شاطبی اندلسی کی تصنیف ہے۔

(۱۲)......القراءات واثرھا فی علوم العربیہ یہ محمد سالم محسن کی تصنیف ہے۔

(۱۳)......کتب الاستغناء فی العلوم القرآن محمد بن علی مصری کی کتاب ہے۔

(۱۴)......علم قراءات یہ نبیل بن محمد ابراہیم الاسماعیل کی تصنیف ہے

(۱۵)......عنایات رحمانی تین جلدوں میں شاطبیہ کی بے مثال شرح ہے حضرت قاری فتح محمد قدس سرہ کی تصنیف ہے۔

(۱۶)......تکمیل الاجر فی القرآآت العشر یہ اور ہر روایت کا الگ الگ رسالہ جو شیخ القراء حضرت قاری رحیم بخش صاحب قدس سرہ کا مجددانہ کارنامہ ہے جس کے منظر عام پر آنے سے ہر بڑے چھوٹے عالم، غیر عالم کیلئے قراءات کا پڑھنا اور سیکھنا آسان ہوگیا ہے۔

☆......☆......☆